اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ (اٰل عمرٰن:96)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

بت کا تقاضا:۔ کعبہ کا ایک نام بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر بھی ہے یہاں پر اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلیات وارد ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو بیتی فرمایا جب کسی سے محبت ہوتی ہے تو اسے دیکھنے کی تمنا ہوتی ہے اس تمنا کا اظہار حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہہ کر کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (الاعراف143) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَنْ تَرٰنِیْ (الاعراف143) کیونکہ اس دنیا میں اللہ کی تجلیات پڑیں تو اس سے برداشت نہیں ہوسکتیں چنانچہ اللہ رب العزت نے ستر ہزار پردوں میں سے تجلی فرمائی تو کوہ طور ریزہ ریزہ ہوگیا تو جب انسان اپنے محبوب کو نہیں دیکھ سکتا تو اس سے متعلقہ چیزوں کو دیکھ کر سکون حاصل کرتا ہے جیسے کسی کا بچہ فوت ہو جائے تو ماں اس کی چیزوں کو دیکھتی رہتی ہے کہ یہ میرے بیٹے کی فلاں چیز ہے تو اس بات سے اسے سکون حاصل ہوتا ہے۔

جو چھپائے نہ چھپے:۔ اسی طرح ہم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتے تو اب ہم محبت کا اظہار کیسے کریں چونکہ دو چیزیں اظہار کے بغیر نہیں رہ سکتیں ایک عشق اور دوسرا مشک ۔ دونوں چھپائے بھی نہیں چھپتے اب مومن اپنی محبت کا اظہار کیسے کرے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ (البقرہ:115) جس طرف رخ کرو ادھر ہی اللہ ہے اور اگر سمت متعین نہ کی جاتی تو شاید انسان پاگل ہو جاتا کوئی مشرق کی طرف منہ کر رہا ہوتا تو کوئی مغرب کی طرف۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر احسان فرمایا کہ ایک جگہ کو متعین کر کے فرمایا کہ یہ میرا گھر ہے اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ ہر مسجد میں ایک محراب بنا

ہوتا ہے جس سے قبلہ کا تعین ہوتا ہے۔لیکن مسجد حرام میں کوئی محراب نہیں کیونکہ جس سمت میں بھی کھڑے ہوجائیں آپ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

لفظ کعبہ:۔

کعبے کا لفظ مکعب سے نکلا ہے جس کے معنی چھ پہلو ہیں یعنی چار اس کی جانبیں ہوگئیں اور ایک چھت والی سائیڈ اور ایک نیچے کی زمین والی جانب۔اسے بیت اللہ اور بیت العتیق بھی کہتے ہیں یہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو پسند فرمایا ہے۔

ایک نکتہ کی بات:۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو بیت اللہ بنانے کیلئے کوئی سرسبز وشاداب علاقہ کا انتخاب کر لیتے دنیا میں بہت سے خوبصورت مقامات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حجاز ہی کو کیوں پسند فرمایا کیونکہ عرب کا یہ ٹکڑا تین اطراف سے پانی میں گھرا ہوا ہے اور ایک طرف سے خشکی کے ساتھ ملا ہے جس طرح انسان کا دل صرف اوپر سے جسم کے ساتھ ملا ہوتا ہے جب تک دل دھڑکتا رہتا ہے انسان زندہ رہتا ہے اسی طرح جب تک بیت اللہ شریف دنیا میں موجود ہے یہ دنیا قائم رہے گی حدیث پاک ﷺ کا مفہوم ہے کہ قیامت کی آخری نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ ایک کالے رنگ کا حبشی ہوگا جو تیرے پھینکے گا آج کے دور میں (میزائل مارے گا) اور بیت اللہ شریف کو گرائے گا اور بیت اللہ کا گرنا اس دنیا کی آخری بڑی نشانی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اس پوری دنیا کی بساط کو سمیٹ کر رکھ دے گا۔تو جب تک بیت اللہ قائم ہے دنیا قائم ہے۔

دربارشاہی کا تقاضا:۔

حجاز کا لفظی معنی ہے پشتہ جیسے مٹی ہٹاتے ہیں اور کسی ایک جگہ اکٹھی کر کے پیچھے لگا دیتے ہیں اسے پشتہ بولتے ہیں سمندر کے ذریعے سے آئیں تو تو جدہ شہر کے بعد پہاڑوں کا ایک دیوار نما سلسلہ ہے یہ دیوار

مون سون ہواؤں کو روکتی ہے ورنہ آج مکہ مکرمہ بھی سرسبز و شاداب ہوتا قرآن پاک نے اسے
بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ (ابرٰھیم: 37) کہ یہ ایسی وادی ہے جس میں سبزے کا
نشان ہی نہیں، چنانچہ یہ پہاڑ خشک ہیں کہیں کہیں جانوروں کے چرنے کیلئے کوئی جڑی بوٹیاں ہیں ورنہ
سبزہ نہیں ہے۔اسی لئے پہاڑ خشک ہونے کی وجہ سے گرمی کی شدت بھی زیادہ ہے تو یہاں کوئی نہیں رہتا
تھا کیونکہ یہ جگہ رہنے کے قابل نہیں تھی ۔ یہ تو لوگوں کے لئے گزرگاہ تھی ۔ایک ریاست سے دوسری
ریاست کو جانے کیلئے یہاں سے لوگ گزرا کرتے لیکن رہائش اختیار نہ کرتے کیونکہ یہاں پانی بھی نہیں
تھا۔سردیوں کا سفر ایک تھا اور گرمیوں کا سفر دوسرا تھا۔قرآن پاک نے کہا رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ
(قریش: 2) سردی اور گرمی کے الگ الگ سفر ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے فرشتوں کے ذریعہ
سے یہاں بیت اللہ بنوایا، پھر آدم علیہ السلام نے انہیں بنیادوں پر عمارت کھڑی کی اور بالآخر ابراہیم علیہ
السلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے انہی بنیادوں پر بیت اللہ شریف بنوایا قرآن پاک میں اس کا تذکرہ یوں کیا
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيلُ (البقرہ: 127) یاد کرو اس وقت کو جب
ابراہیم اور انکے بیٹے اسماعیل میرے گھر کی بنیادوں کو کھڑا کر رہے تھے۔اب بیت اللہ تو تعمیر ہو گیا لیکن
ابھی اسے آباد بھی کرنا تھا تو ابراہیم علیہ السلام نے گھر بنا کر دعا مانگی کہ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ
رَسُوْلًا (البقرہ: 129) اے اللہ ان میں رسول بھیج دے۔جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے انہیں پاک
کرے اور انہیں کتاب وحکمت سکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اسے آباد کرنے کیلئے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا
کہ اپنے بیٹے اور اپنی اہلیہ کو میرے گھر کے قریب جا کر آباد کرو چنانچہ آپ نے انہیں وہاں چھوڑا اور
واپس آنے لگے تو آپ کی اہلیہ نے پوچھا کہ آپ کس کے حکم سے چھوڑ کر جا رہے ہیں تو فرمایا کہ اللہ کے

حکم پر چھوڑ کر جا رہا ہوں۔تو صابرہ ہاجرہ کا توکل ایسا تھا کہ فرمایا کہ پھر تو اللہ ہمیں ہرگز ضائع نہیں کریں گے۔اتنے بڑے امتحان میں پاس ہوگئیں تو حضرت ابراہیمؑ انہیں چھوڑ کر چلے گئے چنانچہ وہ وہاں رہنے لگیں اب پینے کیلئے پانی ختم ہوگیا اب بچہ رو رہا ہے لیکن ماں کے سینے میں دودھ نہیں کہ پلائے تو وہ پانی کی تلاش میں نکلیں تو دو ٹیلے نظر آئے ایک پر چڑھیں کہ کہیں کوئی سبزہ نظر آئے لیکن کچھ نظر نہ آیا اور بچہ بھی نظروں سے اوجھل ہوگیا پھر بچے کو نظروں کے سامنے لائیں اور دوسرے ٹیلے پر چڑھیں چنانچہ بار بار ٹیلوں کے درمیان دوڑیں تو اللہ تعالیٰ کو ان کا یہ دوڑنا ایسا پسند آیا کہ کوئی بڑے سے بڑا عالم فاضل مفتی پیر صاحب کوئی یہاں آئے انہیں صفا اور مردہ کے درمیان لازمی دوڑنا پڑے گا۔اب جب بچہ پیاس کی شدت سے زمین پر ایڑیاں مار رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے وہاں سے چشمہ جاری کر دیا یہی چشمہ پھر مکہ مکرمہ میں لوگوں کی آبادی کا سبب بنا۔اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو اپنا گھر گل وگلزار والی جگہ پر بنا لیتے لیکن اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کسی اور جگہ کا تقاضا کرتی تھی کہ تم خشک پہاڑوں کے درمیان پھرو گے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا پتہ چلے گا کیونکہ سکوت میں بے اختیار اللہ یاد آتا ہے اسی لئے آپ ﷺ نبوت سے پہلے جبل نور پر تشریف لے جاتے تھے۔

شہر جدہ:۔

مکہ سے کچھ کلو میٹر کے فاصلے پر سمندر کے کنارے جدہ شہر واقع ہے۔اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بعض روایات کے مطابق یہاں اماں حوا کی قبر ہے کیونکہ جدہ کے معنی دادی کے ہیں اور چونکہ وہ تمام عالم کی دادی ہیں شروع میں یہاں ماہی گیر رہا کرتے تھے کئی مرتبہ سمندری لٹیروں نے ان کو لوٹا تو ماہی گیروں نے بستی کے گرد ایک فصیل کھڑی کر دی تا کہ کوئی انہیں لوٹ نہ سکیں وہ یہاں اس لئے رہنا پسند کرتے تھے کہ یہاں کا پانی ایسا تھا کہ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان یہاں سے ہیرے،موتی اور مرجان نکلتے تھے

فضا سے سمندر کو دیکھا جاتا تو اس کا پانی سبز نظر آتا۔اس کو باقاعدہ شہر کی شکل سیدنا عثمان غنیؓ نے عطا فرمائی روایت کے مطابق حضرت عثمان غنیؓ نے اس پانی میں تیراکی بھی فرمائی۔تو یہ ایک مستقل شہر بن گیا پھر یہ شہر بندرگاہ بنا تو اس کے اردگرد کی فصیل اکھاڑ دی گئی آج اس شہر بحیرہ قلزم کی دلہن کا نام دیا جاتا ہے۔

شہر مکہ کی عزت کا باعث:۔

یہاں محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے، یہاں وحی اترتی رہی، یہاں صدیق اکبرؓ کا گھر، حضرت عمرؓ کا گھر، سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا گھر رہا آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے کی مبارک زندگی کی تمام یادیں یہیں سے وابستہ ہیں۔یہاں آنے پر مومن کا دل ڈرتا ہے پہلے تذکرے کرتے زبان نہ تھکتی تھی اب اس گھر کو دیکھ کر آنکھیں آنسو بہانے سے نہیں تھکتیں۔جب آپ ﷺ ہجرت کیلئے تشریف لے جا رہے تھے تو آپ ﷺ کا دل مغموم تھا آنکھ میں آنسو تھے آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف آخری نظر ڈال کر فرمایا کہ کعبہ تجھ سے جدا ہونے کو میرا جی نہیں چاہتا مگر کیا کروں مکہ کے لوگ مجھے یہاں رہنے نہیں دیتے۔اسی جگہ بیت ارقم بھی ہے جہاں آپ ﷺ کنڈی لگا کر تعلیم دیا کرتے تھے یہیں حضرت حمزہؓ، حضرت عمرؓ ایمان لائے یہیں سے آپ ﷺ معراج کو تشریف لے گئے۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی قسم کھائی لَآ اُقۡسِمُ بِهٰذَا الۡبَلَدِ (البلد:1) اللہ رب نے اس کو بلد الامین فرمایا، اور اس میں وہ گھر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے بیتی فرمایا اور فرمایا فَلۡيَعۡبُدُوۡا رَبَّ هٰذَا الۡبَيۡتِ (قریش:3) س تم عبادت کرو اس گھر کے رب کی۔

بڑے کا بڑا دربار:۔

حرم کی طرف آئیں تو بڑے بڑے مینارے دیکھ کر اور حرم کی شان وشوکت دیکھ کر ایسا ہی محسوس ہوتا ہے

کہ جیسے کسی شہنشاہ کا دربار سجا ہوا ہے اور مینارے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور کہتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں کہ دیکھو یہاں پر دعا مانگو۔اس گھر میں ایسی مقناطیسیت ہے کہ مومنوں کے دل اسکی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

تیرا جلال و جمال حی القیوم کی دلیل وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل

یہاں اللہ کا جمال وجلال دونوں نظر آتے ہیں یہ دربار خاص ہے یہاں سارے مسلمانوں کو آنے کی دعوت دی گئی ہے۔

کعبۃ اللہ اور کالا رنگ:۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے غلاف کیلئے کالے رنگ کا انتخاب کیا ہے۔سائنس پڑھنے والے جانتے ہیں کہ ہر چیز روشنی کو ریفلیکٹ کرتی ہے اور جو رنگ ریفلیکٹ کررہا ہوتا ہے وہی نظر آتا ہے سب رنگ مل جائیں تو سفید رنگ بن جاتا ہے اور جو سب کو جذب کرلے وہ کالا نظر آتا ہے۔اور یہ ایسا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام تجلیات کو جذب کرلیتا ہے اس مکان کو دیکھ کر بڑا سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

تمنائے دل جو پوری ہوئی:۔

اس کو بنانے والا خلیل اللہ! آباد کرنے والا محمد رسول اللہ ﷺ! اور اس کی حفاظت کرنے والا خود اللہ! دنیا میں بڑے بڑے شاندار محل بنائے گئے لیکن آخرکار گرہی گئے لیکن یہ گھر آج بھی قائم ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا اللہ کے نبی ﷺ کے خواہش تھی کہ یہ گھر قبلہ بن جائے جب آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھا کرتے تھے تو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والی جانب کھڑے ہوکر نماز پڑھا کرتے اس طرح رخ تو بیت المقدس کی طرف ہوتا لیکن درمیان میں بیت اللہ شریف بھی آجاتا۔تو قبلتین جمع ہوجاتے۔لیکن جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لے گئے تو مدینہ دونوں کے درمیان میں ہے تو

اس وقت آپ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قبلہ کا رخ بدل دیا اور اب بیت اللہ شریف ہی قبلہ ہے جس طرح ایک قندیل جل رہی ہوتی ہے اور پروانے اس کے گرد چکر لگا رہے ہوتے ہیں اسی طرح لوگ یہاں پروانوں کی طرح طواف میں لگے رہتے ہیں اور طواف یہاں افضل عبادت بن جاتی ہے۔

کعبہ دلوں کا مقناطیس ہے:۔

اس گھر کے ساتھ ہر مومن کو ایک محبت ہے۔ جس طرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسی طرح مومنوں کے دل اس گھر کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس مسلمان سے بھی پوچھیں خواہ اس کے پاس استطاعت ہو یا نہ ہو وہ کہے گا کہ میرے دل کی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا گھر دکھا دے۔

دکھڑے کس کو سنائیں:۔

یہاں آ کر اس بات پر توجہ دینی چاہیے کہ کس طرح اپنا وقت قیمتی بنا لیں اور دعائیں کریں کیونکہ کیا پتہ آئندہ آنے کا موقع ملے یا نہیں جو بھی دل کی حسرتیں ہوں ان کو بیان کریں یہاں آ کر صرف اپنے رب کے سامنے مناجات پیش کریں۔ چنانچہ علماء نے لکھا ہے کہ حرم کے اندر بارہ جگہیں ایسی ہیں کہ وہ قبولیت دعا کے مقامات ہیں ان جگہوں پر نفل پڑھیں دعا مانگیں اس دروازے پر جو مانگتا ہے اسے ملتا ہے لیکن لینے کا طریقہ آنا چاہیے۔ یہاں اکیلے، اجتماعی، رو رو کے مانگیں یہاں پر اللہ رب العزت کے آثار نظر آتے ہیں اور اگر بندے کو پتہ نہ چلے تو وہ یہاں آ کر بھی محروم ہی چلا جاتا ہے۔

غور کرنے کا مقام:۔

ایک مرتبہ لاہور کا ایک نوجوان بیت اللہ شریف کے سامنے کھڑا ہے اور اسے فون پر بتایا گیا کہ یہاں کوئی بیمار ہے تو یہ اسے جواب میں کہہ رہا ہے کہ اچھا اسے داتا دربار لے جاؤ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں ذہنی

طور پر یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ کہاں کھڑے ہیں یہاں تو تقدیریں بدلتی ہیں ہم نے تو صرف مانگنا ہی ہوتا ہے۔

وقت کیسے گذاریں؟

اپنا وقت عبادت میں، تلاوت میں، طواف گذاریں، بعض اوقات شیطان ذہن میں ڈالتا ہے کہ ظہر کے وقت طواف کریں لیکن ہم اس گرمی کے متحمل نہیں ہو سکتے اسی لئے موسم کے لحاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے طواف کریں ہمارے اکابرین نے ہمیں پہلے ہی بتا دیا دن میں مرد لوگ جائیں اور حرم میں نمازیں پڑھیں عورتیں کمروں میں رہیں وہیں نمازیں پڑھیں تو زیادہ ثواب ملے گا۔البتہ عشاء کی نماز کے وقت موسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے وہ بچوں کو بھی ساتھ لے جا سکتی ہیں۔اور رات وہیں قیام کریں تو بہت ہی اعلیٰ بات ہے اور تہجد کی نماز وغیرہ پڑھیں اور وہیں رہنا چاہیں تو ٹھیک ہے ورنہ گھر آ کر فجر پڑھ لیں۔لیکن رات کے وقت میں اللہ سے مانگیں کیونکہ سائل کا کام ہی مانگنا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا وقت قیمتی بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمیں یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ چیزیں کہاں سے سستی ملتی ہیں لیکن ان مقامات کا نہیں پتہ ہوتا کہ جن مقامات پر دعائیں قبول ہوتی ہیں۔کوشش کریں کہ بازار کی جگہ بیت اللہ کے طواف زیادہ کریں۔اور اپنے آپ کو وہاں تھکائیں اللہ کو منائیں استغفار پڑھیں درود شریف پڑھیں اور زبان پر کچھ نہ کچھ ورد ضرور رکھیں۔

ارادے پر پکڑ:۔

اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں کیونکہ شیطان یہاں آ کر بھی پیچھے لگا رہتا ہے۔کہ یہاں آ کر انسان بدنظری کا شکار ہو جائے اور اس کا سارا کیا کرایا ختم ہو جائے اس لئے یہاں پر نظر کی حفاظت بہت زیادہ کرنی

ہے کیونکہ یہ حدود حرم ہے فرمایا وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ (الحج: 25) یہاں ارادہ کرنے پر بھی اللہ تعالیٰ عذاب دے دیتے ہیں یہاں کسی کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی نہیں ہے کوئی ارادہ بھی گناہ کا نہیں لانا، کسی سے جھگڑا نہیں کرنا، کسی سے الجھنا نہیں اور کوئی جگہ مانگے تو آرام سے دے دینی چاہیے اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ (المجادلہ: 11) ہاں رہنے والوں پر تنقید نہ کریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو گویا یہاں بلینک چیک دے دیئے ہیں کہ جتنی اماؤنٹ چاہو بھر لو اور کچھ تو یہ چیک ضائع ہی کر دیتے ہیں وہ صرف شکلیں دیکھتے پھرتے ہیں یہاں آئیں تو کچھ لے کر جائیں وہ دینا چاہتا ہے تو ہم کیوں نہ لیں اللہ تعالیٰ ہمیں مانگنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنا وقت ذکر میں اپنی یاد میں گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ